حلم وبردباری

سید مزمل حسین نقوی

مقدمہ

حلم وبردباری ان اعلیٰ صفات میں سے ہے جو افراد کے لیے انفرادی طور پر اور قوموں کے لیے اجتماعی طور پر کامیابی وترقی اور عزت وعظمت کا ذریعہ بنتی ہیں۔ حلم وہ دولت ہے جس کی وجہ سے انسان کے وجود میں ایسی قوت برداشت پیدا ہوتی ہے جو کسی بھی حالت میں انسان پر غصے کو غالب نہیں آنے دیتی۔ ایک حلیم انسان کو کتنی بھی تکلیف پہنچائی جائے، وہ صبر وضبط سے کام لیتا ہے۔ بے شک جو افراد صبر سے کام لیتے ہیں وہ زندگی کی ہر مشکل کو ہنس کر جھیل لیتے ہیں۔ ماہرین نفسیات کہتے ہیں کہ معاف کرنے سے جذباتی اور نفسیاتی صحت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت پر بھی مفید اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ معاف کرنا اور برداشت کرلینا ایک صحت افزا توانائی ہے۔ قوت برداشت رکھنے والا جلدی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے۔ البتہ قوت برداشت کا یہ معنی نہیں ہے کہ انسان بے انصافی اور ظلم بھی برداشت کرلے اور اس کے خلاف آواز نہ اٹھائے بلکہ ظلم کے خلاف اپنی آواز ضرور بلند کرنی چاہیے لیکن مہذب طریقے سے۔

حلم وبردباری قرآن کی نظر میں

حلم کی اہمیت کے لیے یہی کافی ہے کہ خدا نے قرآن میں گیارہ مرتبہ خود کو حلیم کہا ہے: "کَانَ اللہُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا" (1) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حلم اور بردباری صفت کمال ہے کیونکہ اس ذات کی صفت ہے اور دوسرے مرحلے پر انبیاء واولیاء کی صفت ہے۔ لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ جو شخص صفت حلم سے متصف ہو وہ خدا کا مظہر ہے۔ گویا اس نے خود کو خدا کے اتنے قریب کرلیا ہے کہ خدائی صفات کا اس میں عکس نظر آتا ہے۔ خداوند کریم اپنے خلیل جناب ابراہیمؑ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے "اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ" (2) یعنی: "بے شک ابراہیم بڑے بردبار، نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے۔" نیز حضرت اسماعیلؑ کے متعلق خدا فرماتا ہے: "فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ" (3) یعنی: "پس ہم نے اسے ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔"

خدا کا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی تمام صفات کمالیہ میں سے حلم کا ذکر کرنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ آپ دونوں اس صفت میں کمال کی منزل پر فائز تھے اور خدا کو بھی یہ صفت بہت پسند ہے۔ رسول خداﷺ جیسے حلیم اور بردبار کو نرم خوئی کی سفارش کرتے ہوئے فرماتا ہے: "اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ" (4) یعنی: "تو (سخت کلامی کا) اچھے طریقے سے جواب دے تب وہ بھی تیرا گہرا دوست بن جائے گا جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی۔" اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نرم خوئی دشمنی کو دوستی میں بدل دیتی ہے۔ اگر ایک معاشرے کے تمام افراد حلم وبردباری کا مظاہرہ کریں تو اس معاشرے سے کینہ وبغض ختم ہو جائے گا نفرت کی آگ بجھ جائے گی اور معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا۔

اس کا صحیح عکس ہمیں رسول خداﷺ کی ذات میں نظر آتا ہے۔ جس معاشرے میں آنحضرتﷺ تشریف لائے تھے، وہ قتل وخونریزی کا مرکز تھا۔ رسول خداﷺ نے اپنے حسن اخلاق اور نرم خوئی سے انھیں بھائی بھائی بنا دیا: "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللہِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ" (5) یعنی: "خدا کی رحمت سے تو ان کے لیے نرم دل واقع ہوا ہے اگر تو سخت مزاج اور سخت دل ہوتا تو یہ تیرے پاس سے بھاگ جاتے۔" ان آیات سے چار نکات سامنے آتے ہیں: **الف)** حلم خدا کی صفات میں سے ہے۔ **ب)** انبیاء علیہم السلام اور اولیاء الٰہی کی خصوصیات میں سے ہے۔ **ج)** خدا نے رسول خداﷺ کو نرم خوئی اور قوت برداشت سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ **د)** رسول خدا کی کامیابی اور دینی اہداف تک رسائی آپ کے نرم خو ہونے اور قوت برداشت سے کام لینے کی مرہون منت ہے۔

حلم از نظر روایات

علم کے بعد افضل ترین معنوی کمال حلم ہے بلکہ حلم کے بغیر علم سود مند ثابت نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے جب علم کی عظمت بیان کی جاتی ہے تو ساتھ حلم کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ رسول خداﷺ فرماتے ہیں: "اللھم اغننی بالعلم وزینّی بالحلم" (6) یعنی: "اے پروردگار مجھے علم کے ذریعے سے بے نیاز کردے اور حلم کے ساتھ زینت دے۔" ایک دفعہ

رسول خدا ﷺ نے صحابہ سے کہا خدا کے نزدیک اعلیٰ اور بلند مقام کی تلاش کرو۔ صحابہ نے پوچھا کس طرح خدا کے نزدیک بلند مقام حاصل کیا جاسکتا ہے فرمایا: "جو تجھ سے تعلقات قطع کرے اس سے تو تعلقات قائم رکھ۔ جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر اور جو تجھ سے جاہلانہ سلوک کرے اس سے بردباری کے ساتھ پیش آ۔" (7)

رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا لوگ جمع ہوں گے۔ ایک ندا آئے گی کہ اہل فضل کہاں ہیں۔ کچھ لوگ کھڑے ہوں گے۔ انھیں جنت کی طرف جانے کا حکم ملے گا۔ وہ تیزی سے جنت کی طرف بڑھیں گے۔ راستے میں کچھ ملائکہ ان سے پوچھیں گے کہاں جارہے ہو۔ وہ کہیں گے جنت کی طرف۔ ملائکہ کہیں گے بغیر حساب کے، کہیں گے ہاں۔ پوچھیں گے تم کون ہو، کہیں گے ہم اہل فضل ہیں۔ پوچھیں گے کس بنا پر تم اہل فضل ہو؟ جواب دیں گے : "جب ہم سے جاہلانہ سلوک ہوتا تھا تو برداشت سے کام لیتے تھے اور جب ظلم ہوتا تو صبر کر جاتے تھے اور جب کوئی ہماری ساتھ برائی کرتا تو معاف کردیتے تھے۔" (8)

حلم کی عظمت کے لیے یہی کافی ہے کہ جب امیر المومنینؑ سے پوچھا گیا کہ خیر کیا ہے تو آپؑ نے فرمایا: "خیر یہ نہیں ہے کہ تیرا مال اور تیری اولاد زیادہ ہو بلکہ خیر یہ ہے کہ تیرا علم زیادہ ہو اور تیرا حلم وسیع ہو۔" (9) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ مرد کا حسن اس کا حلیم اور بردبار ہونا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں ہے۔ انبیاء کرامؑ اور اہل بیت رسولؐ ہمارے لیے نمونہ کامل ہیں۔ ان کی پیروی کرکے ہم بھی منزل کمال پر فائز ہوسکتے ہیں۔ جب ہم ان برگزیدہ ہستیوں کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو حلم و بردباری ان کی نمایاں خصوصیات نظر آتی ہیں۔ یہاں پر رسول خدا ﷺ اور آئمہ معصومینؑ کے حلم کے چند واقعات ذکر کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا حلم

عبداللہ بن سلام یہودی تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو یہ بھی مسلمان ہوگئے تھے۔ ان کے ایک دوست زید بن شعبہ تھے جو دین یہودیت پر تھے۔ عبداللہ زید کو بھی اسلام کی دعوت دیتے رہتے تھے لیکن وہ مسلمان نہیں ہوتے تھے۔ کئی بار اصرار کیا لیکن وہ اپنے دین پر قائم رہے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد نبوی میں آیا تو دیکھا وہ نماز کی صف میں بیٹھے ہیں۔ مجھے بڑی حیرانگی ہوئی کہ یہ کیسے مسلمان ہوگئے۔ میں ان کے پاس گیا اور پوچھا تم کب مسلمان ہوئے اور کس وجہ سے ہوئے ہو۔ کہنے لگے ایک دن میں تورات کا مطالعہ کررہا تھا۔ جب میں ان آیات پر پہنچا جو حضرت محمد ﷺ کے بارے میں تھیں تو ان پر غور کرنے لگا۔ ان میں آپ ﷺ کی صفات بیان کی گئی تھیں۔ میں نے سوچا محمد ﷺ کے پاس جاتا ہوں دیکھتا ہوں کیا ان میں یہ صفات موجود ہیں۔ ان صفات میں سے ایک حلم اور بردباری تھی۔ میں چند دن آپ ﷺ کے ساتھ رہا۔ آپ ﷺ کی تمام حرکات وسکنات پر نظر رکھی۔ تورات کی بتائی ہوئی تمام صفات ان میں پائی جاتی تھیں لیکن ابھی تک ان کے حلم کو جانچنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ میں تورات میں پڑھ رکھا تھا کہ محمد ﷺ کا حلم ان کے غصے پر غالب آجاتا ہے۔ جہلاء جو بھی ان سے سلوک کریں قوت برداشت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔

اس صفت کو دیکھنے کے لیے ہر روز مسجد میں آتا تھا۔ پھر ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک دیہاتی اونٹ پر سوار آپ کے پاس مسجد میں آیا۔ آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر نیچے اترا اور کہا قحط کی وجہ سے ہمارا قبلہ فقر وفاقہ میں مبتلا ہوگیا ہے۔ قبیلے والے مسلمان ہیں اور آپ سے امید لگائے ہوئے ہیں۔ یقیناً آپ ہم پر احسان کرتے ہوئے ہماری مدد کریں گے۔ آپؐ نے حضرت علیؑ سے کہا گذشتہ مال غنیمت میں سے کچھ بچا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ پریشان ہوگئے۔ اس وقت میں آگے بڑھا اور کہا اے پیغمبر اسلام میں آپؐ سے ایک سودا کرتا۔ آج مجھ سے پیسے لے لیں جب کھجوریں پک جائیں گی تو مجھے اتنی مقدار دے دینا۔ آپؐ نے معاملہ کرلیا۔ سودا طے ہوگیا مجھ سے پیسے لے کر اس دیہاتی کو دے دیے۔ میں انتظار میں رہا۔ ابھی کھجوریں اتارنے میں آٹھ دن باقی تھے۔

ایک دن میں بیابان میں گیا تو دیکھا رسول خدا ﷺ ایک درخت کے سائے میں بیٹھے ہیں اور آپؐ کے گرد آپ کے ساتھی بھی موجود ہیں۔ میں غصے سے آگے بڑھا اور آپؐ کا گریبان پکڑ کر کہا میں آپؐ کو اچھی طرح جانتا ہوں لوگوں کا مال لیتے ہو پھر واپس نہیں کرتے۔ آپؐ کو چند دن کی مہلت اور ہے میں گستاخی کررہا تھا کہ عمرؓ تلوار لہراتے ہوئے آگے بڑھا اور مجھے مارنے لگا کہ آنحضرت ﷺ نے اسے روک دیا اور اس سے کہا اتنی کھجوریں مجھے دو۔ عمرؓ مجھے ساتھ لے گئے اور میرا حق مجھے دیا اور کچھ زیادہ بھی دیا۔ میں نے کہا یہ زیادہ کس لیے کہا حلم محمد ﷺ کی وجہ سے۔ انھوں نے مجھے کہا ہے کہ اتنی مقدار زیادہ دینی ہے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو فوراً مسلمان ہوگیا۔ (10)

امام طبرانی نے بھی اسی طرح کی ایک روایت لکھی ہے جو حدیث الضب کے نام سے مشہور ہے۔ اس حدیث کے مطابق قبیلہ بنی سلیم کا ایک دیہاتی رسول خدا ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آنحضرت ﷺ کے حضور گستاخی کی۔ اس پر حضرت عمرؓ جوش میں آگئے اور کہنے لگے : "اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اجازت دیں میں ابھی اس کا سر قلم کردوں۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اما علمت ان الحلیم کاد ان یکون نبیا" یعنی: "تجھے نہیں معلوم حلیم انسان

نبوت کے مرتبہ کے کتنا قریب ہوتا ہے۔" تب اعرابی نے آپؐ سے مطالبہ کیا کہ وہ "سوسمار" جسے اس نے شکار کیا ہوا تھا، آپؐ کی نبوت کی گواہی دے دے تو وہ بھی آپؐ کی نبوت پر ایمان لے آئے گا۔ چنانچہ آپ کے حسن سلوک اور اس جانور کی گواہی دینے پر وہ مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا: جب میں آیا تھا تو مجھے سب سے زیادہ نفرت آپ سے تھی اور اب جب جارہا ہوں تو مجھے کائنات کی ہر شے سے زیادہ آپ سے محبت ہے۔(11)

ائمہ طاہرین علیہم السلام کا حلم

ایک دن حضرت علی علیہ السلام نے اپنے غلام کو کئی بار آواز دی لیکن وہ نہ آیا۔ کوئی جواب نہ دیا۔ آپؑ باہر آئے تو دیکھا دروازے کے پیچھے کھڑا ہے۔ فرمایا میں نے تجھے کتنی آوازیں دی ہیں اور تو نے جواب ہی نہیں دیا۔ کہنے لگا آپؑ کی حلم کی وجہ سے یہ جسارت کی ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ آپؑ بہت حلیم ہیں۔ سزا نہیں دیں گے۔ اسی لیے مطمئن تھا۔ اسی بنا پر آپؑ نے اسے آزاد کر دیا۔

ابن عائشہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شامی نے امام حسن علیہ السلام کو دیکھا تو برا بھلا کہنے لگا۔ جب وہ گالیاں دے چکا تو آپؑ مسکراتے ہوئے اس کے پاس آئے اور کہا: "لگتا ہے تم اجنبی ہو۔ میرے بارے میں تجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔ اگر کوئی خواہش ہو تو پوری کرتا ہوں۔ اگر کچھ چاہیے تو عطا کرتا ہوں۔ اگر ہدایت کے طالب ہو تو راہنمائی کروں گا۔ اگر سواری چاہیے تو سواری دوں گا۔ اگر بھوکے ہو تو کھانا کھلاتا ہوں، اگر لباس کی ضرورت ہے تو لباس دیتا ہوں۔ اگر فقیر ہو تو مال دیتا ہوں، اگر مفرور ہو تو پناہ دیتا ہوں اور اگر رہنے کے لیے جگہ چاہیے تو میرا گھر حاضر ہے۔ جب تک چاہو میرے مہمان رہو۔ میں بہت اچھا میزبان ہوں۔ میرا گھر بہت بڑا ہے۔" جب اس نے سنا تو رونے لگا اور کہا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اس زمین پر خدا کا خلیفہ ہے اور خدا جسے چاہتا ہے اپنی رسالت کے لیے منتخب کرتا ہے پہلے میں سب سے زیادہ آپؑ اور آپؑ کے والد سے نفرت کرتا تھا اور اب ساری کائنات میں سب سے زیادہ آپؑ اور آپؑ کے والد سے محبت کرتا ہوں۔" (12)

عبدالرزاق کہتے ہیں کہ ایک دفعہ امام سجاد علیہ السلام کی ایک کنیز آپؑ کے ہاتھ دھولا رہی تھی۔ آپؑ نے سر کو بلند کیا۔ اس کے ہاتھ سے برتن گر گیا اور آپؑ کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ آپؑ نے اس کی طرف دیکھا اس نے کہا خدا فرماتا ہے والکاظمین الغیظ متقی وہ ہے جو اپنے غصے کو پی جاتے ہیں۔ فرمایا میں نے اپنے غصے کو پی لیا۔ اس نے پھر آیت پڑھی والعافین عن الناس لوگوں سے در گزر کرتے ہیں۔ فرمایا خدا تجھے معاف کرے۔ اس نے پھر آیت پڑھی: واللہ یحب المحسنین خدا احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا جا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا۔(13)

حلم علامہ کاشف الغطاء

علامہ کاشف الغطاء مکتب تشیع کے بہت بڑے فقیہ گزرے ہیں۔ عید فطر کے دن امیر المومنین علیہ السلام کے حرم میں نماز عید پڑھا چکے تو ایک فقیر آیا اور کہا ضرورت مند ہوں زکوۃ فطرہ میں سے میری مدد کیجیے۔ فرمایا تمام زکوۃ فطرہ مستحقین میں تقسیم کر چکا ہوں۔ ابھی تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ فقیر کو غصہ آگیا۔ آپ کے منہ پر تھوک کر کہتا ہے اتنے بڑے فقیہ ہو اور تمھارے پاس مجھے دینے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے اپنے منہ اور داڑھی سے تھوک صاف کیا۔ اٹھے اور اپنی عبا کو اتار کر صفوں کے درمیان چلنے لگے اور نمازیوں سے کہا اگر ممکن ہو تو کچھ پیسے اس میں ڈالتے جائیے۔ اس طرح کچھ پیسے اکٹھے ہو گئے اور آپ نے اس فقیر کو دے دیے۔(14)

حلم کے اثرات

اسلام نے ہمیں ہمیشہ حلم کا دامن تھامنے اور جذباتی مواقع پر خود کو قابو میں رکھنے اور برداشت سے کام لینے کا حکم دیا ہے: "وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ" (15) یعنی: "اور نیکی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی لہذا تم برائی کا جواب اچھائی سے دو پھر تم دیکھو گے کہ جس کے اور تیرے درمیان دشمنی ہے وہ گہری دوستی میں بدل گئی ہے اور یہ صلاحیت انہی کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں اور یہ انہی کو حاصل ہوتی ہے جو بڑی قسمت والے ہوتے ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ابن عباس کہتے ہیں: "خدا نے اس آیت میں ایمان والوں کو غیظ و غضب میں صبر، نادانی اور جہالت کے وقت حلم و بردباری اور برائی کے مقابلے میں عفوو در گزر کا حکم دیا ہے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو خدا انھیں شیطان کے اثر سے محفوظ رکھے گا اور دشمن اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے جیسے گہرے دوست ہوں۔" (16) تو گویا حلم کا ایک اثر دشمنی کا خاتمہ اور اس کا دوستی میں بدل جانا ہے۔ اسی طرح غصے کے اثرات اور غیظ و غضب کے منفی اثرات سے بھی بردبار انسان محفوظ رہتا ہے۔ دوسروں کے سامنے اس کی عزت بڑھ جاتی ہے۔ چونکہ لوگ غصہ کرنے والے کی بجائے بردبار انسان کو

زیادہ پسند کرتے ہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: "بردبار انسان کو اس کے حلم و بردباری کا پہلا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کے مخالف کے مقابلے میں اس کے مددگار بن جاتے ہیں۔" (17)

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کسی شخص کی جہالت کی وجہ سے اسے عزت نہیں دیتا اور کسی شخص کو اس کی بردباری کی وجہ سے ذلت میں نہیں پڑنے دیتا۔ بردبار انسان لوگوں کے درمیان صاحب عزت سمجھا جاتا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: "من حلم لم یفرط فی امرہ وعاش فی الناس حمیداً" (18) یعنی: "جو بردبار ہوتا ہے وہ اپنے امور میں غلطیاں کم کرتا ہے اور لوگوں کے درمیان اچھی زندگی بسر کرتا ہے۔" رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلم اور بردباری کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اچھے اعمال، صالح افراد کے ساتھ دوستی، شخصیت میں اضافہ پستی اور ذلت سے دوری، نیکیوں کی طلب، اعلیٰ مقامات تک رسائی، عفو و درگزر، لوگوں کو مہلت دینا۔ جاہلوں کے مقابلے میں خاموشی اختیار کرنا یہ ایسے امور ہیں جو ایک صاحب عقل اپنے حلم سے حاصل کرتا ہے۔ (19)

کیسے حلیم بنیں؟

درج ذیل امور کو حلم و بردباری کا سرچشمہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

۱۔ **خود پر کنٹرول:** جو شخص اپنے نفس پر کنٹرول کی صلاحیت رکھتا ہے۔ قوت ارادی کا مالک ہے۔ غیر مناسب رویوں کے سامنے خود پر قابو پا سکتا ہے اس کے اندر جلد ہی صفت حلم پیدا ہو جاتی ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: "یقیناً حلم غصے کو پینے اور نفس پر قابو پانے کا نام ہے۔" (20)

۲۔ **عزت نفس:** جو انسان خود کو شریف النفس سمجھتا ہے اپنی شخصیت اور عزت کا قائل ہے وہ بردبار بن جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی عزت اور وقار اسے اجازت نہیں دیتے کہ وہ بے قابو ہو جائے اور جاہلوں کے ساتھ جھگڑ کر اپنی عزت کو خاک میں ملا دے۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: "بردباری اور صبر دو جڑواں چیزیں ہیں جو بلند ہمتی سے پیدا ہوتی ہیں۔" (21)

۳۔ **خدا پر ایمان:** خدا پر پختہ ایمان بھی حلم کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "حلم اور بردباری اللہ کا وہ چراغ ہے جس کے ذریعے بردبار انسان اپنے ارد گرد کو روشن کرتا ہے۔ انسان اس وقت تک بردبار نہیں ہو سکتا جب تک انوار الٰہی، انوار معرفت اور انوار توحید اس کی پشت پناہی نہ کریں۔" (22) پس جو شخص اپنے اندر حلم جیسی عظیم صفت پیدا کرنا چاہتا ہے وہ خدا پر اپنے ایمان کو پختہ کرے۔ اس کی معرفت کے حصوں کی کوشش کرے۔ توحید حقیقی پر ایمان رکھے۔ یہ سب اسی وقت ممکن ہے جب وہ ہر کام کے انجام دیتے وقت اللہ کی رضا کو مد نظر رکھے گا۔

۴۔ **عقلمندی:** اگر کوئی شخص بردبار بننا چاہتا ہے تو اسے اپنی عقل میں اضافہ کرنا ہوگا۔ کیونکہ جس قدر عقل ہوگی اس قدر اس میں حلم و بردباری آئے گی۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: "حلم وہ نور ہے جس کا مرکز عقل ہے۔" (23) نیز فرمایا: "عقل کے اضافے سے حلم میں اضافہ ہوتا ہے۔" (24)

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی عقل میں اضافہ کرے۔ اسے بڑھانے کی کوشش کرے۔ شریعت نے ایسے بہت سے امور کی نشاندہی کی ہے جو عقل میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً غور و فکر، علمی جستجو، صاحبان علم و عقل اور حکماء کی صحبت اختیار کرنا، دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھانا اور جذبات اور نامناسب خواہشات پر کنٹرول کرنا ایسے امور ہیں جن سے عقل زیادہ ہو جاتی ہے۔

۵۔ **تمرین:** حلم کے اسباب میں سے ایک تمرین اور مشق بھی ہے۔ یعنی آہستہ آہستہ بردباری کی عادت ڈالنا، بردبار افراد کی پیروی کرنا۔ انہی جیسے اطوار اپنانے کی کوشش کرنا۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں "من تحلم حلم" جو بردبار بننے کی کوشش کرتا ہے وہ بردبار بن جاتا ہے" ومن لا یتحلم لا یحلم"، جو کوشش نہیں کرتا وہ نہیں بن سکتا۔ اسی طرح امام صادقؑ فرماتے ہیں: "اذا لم تکن حلیما فتحلم" (25) یعنی: "اگر حلیم و بردبار نہیں ہے تب بھی خود کو بردبار ظاہر کرو۔"

ظاہر سی بات ہے جب انسان ظاہری اعضاء سے بردباری ظاہر کرتا ہے تو آہستہ آہستہ یہ صفت اس کی روح اور نفس میں رچ بس جاتی ہے کیونکہ جسم اور روح کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ لہٰذا اگر ہم حلیم نہیں ہیں تو حلیم بننے کی کوشش ضرور کریں تاکہ یہ صفت کمالیہ ہم میں آجائے البتہ یہ بھی یاد رہے کہ ہر جگہ حلم و بردباری کا مظاہرہ کرنا مناسب بھی نہیں ہوتا۔ اگر کہیں بردباری جاہلوں کے لیے جسارت کا باعث بنے۔ یعنی اگر ان کے سامنے بردباری کا مظاہرہ کیا جائے تو وہ حد سے تجاوز کرنے لگ

جائیں۔ان میں جرأت پیدا ہونے لگے تو وہاں حلم پسندیدہ نہیں ہے۔ علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "اذا کان الحلم مفسدۃ کان العفو معجزۃ" (26) یعنی: "جب حلم فساد کا باعث بنے وہاں برداشت سے کام لینا ناتوانی کی دلیل ہے۔" مختصر یہ ہے کہ جہاں حلم و بردباری مفید ہو وہاں اس کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور جہاں خرابی پیدا کرے تو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

*****

حوالہ جات

1۔احزاب:۵۱

2۔ھود:۷۵

3۔صافات:۱۰۱

4۔حم سجدہ:۳۴

5۔آل عمران:۱۵۹

6۔متقی ہندی(م۹۷۵) کنزالعمال، بیروت، لبنان، موسسۃ الرسالۃ، طبع ۱۹۸۹، ج۲، ص۱۸۵، ح ۳۶۶۳

7۔ابن ابی دنیا (۲۸۱) مکارم الاخلاق، قارہ، مصر، مکتبۃ القرآن، ص ۲۳، ح ۲۳

8۔ابن کثیر (۷۷۴) البدیۃ والنھایۃ، بیروت، لبنان، داراحیاء التراث، ج۹، ص ۱۳۳

9۔نہج البلاغہ، ج ۴، ص ۲۱، کلمات قصار، ۹۴

10۔فیض کاشانی، محجۃ البیضاء

11۔طبرانی، (م۳۶۰) المعجم الصغیر، بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیۃ، ج۲، ص ۶۴

12۔ابن شہر آشوب (۵۸۸) مناقب آل ابی طالب نجف اشرف، عراق، مطبعۃ الحیدریۃ، طبع ۱۹۵۹ء، ج۳، ص ۱۸۴

13۔شیخ صدوق (۳۸۱) الامالی، قم، ایران، موسسہ البعثۃ، طبع اول، ۱۴۱۷ھ، ص ۲۶۹

14۔حسین انصاریان، عرفان اسلامی، قم ایران، دارالفرقان، طبع ۱۳۸۶ش، ج۱۰، ص ۲۸۳

15۔فصلت۔ ۳۴و۳۵

16۔ابن کثیر (م ۷۷۴)، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیۃ، ج۷، ص ۱۶۵

17۔علی بن محمد واسطی (۶ق) عیون الحکم والمواعظ، دارالحدیث، طبع اول، ص ۵۵،

18۔کلینی (۳۲۹) الکافی، تہران، ایران، دارالکتب الاسلامیہ، طبع چہارم، ج۲، ص ۵۱

19۔ابن شعبہ حرانی (۴ق) تحف العقول، قم، ایران، موسسۃ النشر الاسلامی، ص ۱۶

20۔ابن شعبہ حرانی (۴ق) تحف العقول، قم، ایران، موسسۃ النشر الاسلامی، ص ۱۷۷

21۔نہج البلاغہ کلمات نمبر ۴۶۰

22۔مصباح الشریعۃ المنسوب للامام الصادق، بیروت، لبنان، طبع اول ۱۹۸۰، موسسہ الاعلمی، ص ۱۵۴

23۔علی بن محمد واسطی (۶ق) عیون الحکم والمواعظ، دارالحدیث، طبع اول، ص

24۔علی بن محمد واسطی (۶ق) عیون الحکم والمواعظ، دارالحدیث، طبع اول، ۸۸

25۔کلینی (۳۲۹) الکافی، تہران، ایران، دارالکتب الاسلامیہ، طبع چہارم، ج۲، ص ۱۱۲

26۔ری شہری، میزان الحکمۃ، دارالحدیث، ج۱، ص۶۸۹، ح ۴۸